
THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume X
1925
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS
TO DICTATE UNTO OTHERS (ARISTOTLES)
S. Fazlullah Artist

جرمنی کی تازہ اور حیرت انگیز ایجاد

آلۂ نامردی

اس نئی ایجاد کا نام ... ہے جو جرمنی کے مشہور ... کی ... اور ... کی سالہا سال کی محنت اور تجربہ کا نتیجہ ہے ... دنیا کے ہر ایک ملک میں رجسٹرڈ ... کیا گیا ہے ... کی ضرورت نہیں **استعمال میں صرف ایک منٹ لگتا ہے ہم گارنٹی کرتے ہیں کہ ایک منٹ میں کامیابی یقینی اور لازمی ہے ورنہ قیمت واپس** دی جائے گی جرمنی نے جہاں اور باتوں میں نام پایا ہے وہاں اس ایجاد میں بھی خوب کمال کیا ہے ... [illegible]

قیمت ... [illegible]

انٹرنیشنل کمرشیل کارپوریشن بٹالہ
ضلع گورداسپور (پنجاب)

بڈھے جوان بنگئے

صرف خوردنی خضاب کھائیے

[illegible]

سے لکھنؤ ڈاک ... [illegible]

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہو

[illegible]

مقامی اخبار شیعہ کالج نیوز ... [illegible]

ایڈیٹر صاحب روزنامہ ہمدم ... [illegible]

آپ کے امتحان کے لیے صرف ... ہیں ... [illegible]

المشتہر منیجر کارخانہ خوردنی خضاب حکیمی شفاخانہ لکھنؤ

جادو کا رسالہ

[illegible]

دی آل انڈیا ٹکٹ ہاؤس پوسٹ بکس ... دہلی

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید ... صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامہ عراق

[illegible]

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

تصویر نہ کھینچے تو کیمرہ واپس کر کے قیمت واپس لیں

پوشیدہ ہینڈ کیمرہ

[illegible]

... جادو گھر ...

جلد ۱۰ نمبر ۲۶

مضامین غیر

مورخہ ۸ جولائی ۱۹۲۵ء

نثر مرجز

از حضرت مضطر خیرآبادی
(مرسلہ جناب پروفیسر ابرار حسین صاحب فاروقی خواہرزادہ حضرت)

شعر اول مصرعۂ اول

اُسے کیوں ہم نے دیا دل جو ہے بے مہری میں کامل جسے عادت ہے جفا کی جسے پڑھ مہر و وفا کی جسے آتا نہیں آنا غم و حسرت کا مٹانا جو ستم میں ہے یگانا جسے کہتا ہے زمانہ بُت بے مہر و دغاباز جفا پیشہ فسوں ساز ستم خانہ بر انداز غضب جسکا ہر اک ناز نظر فتنہ مژہ تیر بلا زلف گرہ گیر غم و رنج کا بانی قلق و درد کا موجد ستم و جور کا اُستاد جفاکاری سے ماہر جو ستم کیش و ستمگر جو ستم پیشہ ستم زا جسے آتی نہیں اُلفت جو سمجھتا نہیں چاہت جو تسلی کو نہ سمجھے جو تشفی کو نہ جانے جو کرے قول نہ پورا کرے ہر کام ادھورا یہی دن رات تصور ہے کہ ناحق اُسے چاہا نہ وہ آئے نہ بلائے نہ رُخ صاف دکھائے نہ کوئی بات سُنائے نہ لگی دل کی بجھائے نہ غم و رنج گھٹائے نہ رہ و رسم بڑھائے جو کہو کچھ تو خفا ہو کہے شکوے کی ضرورت جو یہی ہے تو نہ چاہو جو نہ چاہو گے تو کیا ہے نہ نباہو گے تو کیا ہے بہت اتراؤ نہ دل دے کے پکس کام کا دل ہے غم و اندوہ کا مارا ابھی چاہو تو میں رکھ دوں اسے تلووں سے مسل کر ابھی مُنھ دیکھتے رہ جاؤ کہ ہیں انکو ہوا کیا کہ اُنھوں نے مرا دل لے کے مرے ہاتھ سے کھو یا۔

مصرعۂ ثانی

بس اسی دھیان میں ہم تھے کہ ہوئی پاؤں کی آہٹ نظر اُٹھی تو یہ دیکھا کہ چلا آتا ہے وہ زہرہ جبیں ماہ جبیں طرفہ حسیں پردہ نشیں لعبت چیں دشمن دل کافر دیں ساتھ مگر کوئی نہیں دھک سے ہوا دل کہ یہ اسوقت کہاں اُس سے جو پوچھا کہ بتا خیر تو ہے کیوں ادھر آیا تو جواب اُس نے دیا ہنس کے کہ یوں ہی تجھے کیا کام جو تو پوچھ رہا ہے کوئی قاضی ہے کہ مفتی ترا کیا آنا ہے دینا جو مجھے ٹوکے وہ تو کون ترا کیا ہے اجارا یہ کہا اور مرے پاس ہی یوں بیٹھ گیا دابکے زانو بس ادھر دیکھ اُدھر دیکھ مرے دل کو ٹٹولا سو وہاں دل کا پتہ کب تھا جو ملتا اُسے ناچار کہا کیوں جی کوئی اور بھی دل ہے تمھیں حاجت ہے ستانے کی بکھانے کی جلانے کی مٹانے کی اگر دو تو بڑا کام کرو سُن کے یہ بات اُس سے کہا میں نے کہ کچھ خیر تو ہے ایک دل تھا سو تو لے ہی گیا دو کہیں ہوتے بھی ہیں دُنیا میں جو تو لینے کو آیا تو وہ بولا کہ ابی جاؤ ذرا جی میں تو شرماؤ بھلا حکم اُٹھایا کہ مری بات ہے کافی کہیں دیتے ہیں جواب ایسا ٹکا سا ارے توبہ ارے توبہ چلو بیٹھے رہو باتیں نہ بناؤ تم اسی مُنھ سے یہ کہتے تھے بڑھ جاؤ محبت کا بھلا نام ڈبویا۔

شعر ثانی مصرعۂ اول

کبھی اُن کو جو سُنایا غم دل ہنس کے وہ بولے کہ بڑے جھوٹے ہو تم وہ سُناتے ہو کہانی کہ یقیں جس پہ نہ آئے وہ بیاں کرتے ہو قصہ جو ذرا دل کو نہ بھائے تم اسے چھوڑ دو ابھی نہیں یہ بات کہ گزرو گے سُناتے ہو فسانا ابھی دس اور بنیں اسکو تو کیا جی میں کہیں تم تو بڑے وہ ہو خدا تم سے بچائے چلو چپکے ہو ہمیں نیند آئی ہم سو گئے چولھے میں گئیں آپ کی باتیں مری نیند اُڑ گئی سُن کر مجھے آنے لگے چکر مرا دل ہو گیا مضطر نہیں سنتے کہ ہوا کیا یہی کہتے ہیں کہانی مگر ایسا ہے غضب کیا کہ میرے نہ کہیں پیر و ہی اٹک دی جا گئی جی میں تمھیں لازم نہیں ایسا اسی دُنیا میں بہت لوگ حسینوں پہ فدا ہیں انھیں کیا کچھ نہیں آتا ہے وہ کیا کچھ نہیں کہتے ہیں مگر یوں نہیں کہتے کہ ال شب جو لگی زلف سو لگی زلف جو بندھی ذہن سو بندھی جس نہ غم و شکلی ہے نہ سر کم سخنی ہے جو تم کو بھی ہے سو بھی ہے کہیں ان باتوں میں تم کھاؤ گے مُنھ کی نہ ملے گا کوئی ثمرہ تمھیں سب لوگ کہیں گے یہ وہی ہے کہ جسے ضبط کا یارا نہیں خاموشی گوارا نہیں جب ہوگی یہ تشہیر تو ہو جاؤ گے ہلکے نہ کہے گا کوئی راز اپنا کہ ایسا تو کہہ دو جو بنی بات ہے بگڑ جائے۔

مصرعۂ ثانی

یہ سُنا میں نے تو تلووں سے لگی سر پہ بھی چوٹ سے کہا منھ پہ کہ جا سے بُت طناز جفاکار ستمگار دل آزار تجھی کو ہے سزاوار کہ سیدھی کو تو اُلٹی کرے اُلٹی کو سیدھی۔

کرے بے مہری کی بوچھار غم ورنج کی بھرمار تجھے پاس محبت نہ محبت سے سروکار نہ الفت سے علاقہ ہے نہ الفت کا خریدار نہ چاہت سے تعلق ہے نہ چاہت تجھے درکار تجھکو تو فقط اک اپنی ہی صورت پہ ہے یہ ناز کہ رکھتا ہی نہیں پاؤں زمیں پر تری نظروں میں چمن دشت ہے گل خار پر اچھی نہیں یہ بات سُنا تو نے بھی ہوگا کہ عزازیل کو اللہ نے سجدے کے نہ کرنے پہ کیا مورد لعنت وہ ملک ہو کے بنا مفت میں شیطان تو تیری بت کا فر نہیں کچھ خاک ہے ہستی یہ جوانی کہ جو اترائے ہوئے پھرتی ہے تجکو یہ چلی جائے گی یوں جیسے دم صبح کا جھونکا تجھے اسوقت کروں گا میں سلام اے بت کافر کہاں ہے وہ تبختر وہ تکبر وہ حرارت وہ شرارت وہ غضب ناز وہ شوخی وہ ستم عشوہ وہ تیزی وہ بلا قہر ادا میں وہ تری زہر جتائیں وہ قیامت کی نگاہیں وہ تراڑے وہ رنگت وہ ترا حُسن وہ چہل پہل ہوگئیں یہ آرزو باہانہیں پائے گا رہے لاکھ تو سو جان سے جریا۔

شعر ثالث مصرعہ اول

یہ تماشا ہے کہ اُلٹی ہوئی مجھ سے انھیں الفت انھیں رغبت مجھے نفرت انھیں حسرت مجھے حیرت مجھے آتی ہے ہنسی اور انھیں رونا وہ مرے عشق میں روتے ہیں میں ہنستا ہوں وہ کرتے ہیں شکایت مجھے ہوتا ہے تکدر وہ وفاؤں کے ہیں طالب مجھے منظور جفائیں وہ محبت کے طلبگار ہیں اس رسم سے بیزار ہیں چاہ کا ارمان مجھے ظلم کی خواہش کہ ستاؤں مجھے جس طرح جلایا ہے یوں ہی انکو جلاؤں مجھے جسطرح رلوایا ہے یوں ہی انکو رلاؤں مجھے جسطرح گڑھایا ہے یوں ہی انکو گڑھاؤں جو وہ ہوں مہر کے طالب تو کروں جور وجفا میں جو وفا چاہیں کہ رقیبوں کو اُن ستاؤں جو خوشی چاہیں تو غم دوں جو تسکیں چاہیں تو دم دوں جو کریں وعدہ فردا تو مہینوں میں خبر لوں جو کروں آج کا اقرار تو برسوں میں ہو پورا سو وہ پورا بھی تو جیسے کہ مرے جل کے جلاؤں قلق ورنج بڑھاؤں جو کہیں کچھ تو کہوں رہنے دو فرصت نہیں سننے کی سنوں بھی تو بس اس کان سے اُس کان اُڑا دوں وہ کہیں بہر خدا رحم کرو مجھ سے مصیبت نہیں اُٹھتی یہ نیا رنگ زمانہ ہے کہ میں تم پہ فدا ہوں کرو تم یاد وہ گھڑیاں کہ مری چاہ میں تم تھے فقط گریاں یہ ستم کیا ہے کہ معشوق سے رہتے ہو کشیدہ و رنجیدہ۔

مصرعہ ثانی

نہیں شک اسمیں ذرا بھی نہیں شک اسمیں ذرا بھی یہ مثل سچ ہے کہ آتا ہے کیا اپنے ہی آگے انھیں دیکھو کہ ستاتے تھے جلاتے تھے رلاتے تھے مرے دل کو دکھاتے تھے کڑھاتے تھے مہینوں صفت شمع گھلاتے تھے جفاؤں کو بڑھاتے تھے محبت کو گھٹاتے تھے ستم مجھ پہ وہ ڈھاتے تھے کبھی منھ کو چھپاتے تھے کبھی آنکھ چراتے تھے مزا آتے تھے نہ جاتے تھے فقط دور سے باتیں ہی بناتے تھے نیا روز وہ طوفان اٹھاتے تھے مرے دل پہ نیا رعب بٹھاتے تھے اب ایسے ہیں کہ میں ان کو ستاتا ہوں جلاتا ہوں رلاتا ہوں بہت دل کو دکھاتا ہوں کڑھاتا ہوں مہینوں صفت شمع گھلاتا ہوں جفاؤں کو بڑھاتا ہوں محبت کو گھٹاتا ہوں ستم ان پہ میں ڈھاتا ہوں کبھی منھ کو چھپاتا ہوں کبھی آنکھ چراتا ہوں نیا روز میں طوفان اٹھاتا ہوں میں اس دل پہ نیا رعب بٹھاتا ہوں جو وہ چال دکھاتے ہیں تو لاکھوں ہی سناتا ہوں وفاؤں پہ نظر ہے نہ محبت کی خبر ہے جو ادھر حال تھا پہلے وہی اب حال اُدھر ہے وہی اب سینہ سپر ہے جو جفا بھرتا تھا قائل ہو گیا کرتا تھا فخر سے یہ عجب رنگ محبت ہے کہ جس رنگ سے روتا تھا وہ ہنستا ہے جو ہنستا تھا وہ رو دیا۔

شعر رابع مقطع مصرعہ اول

ہے گلگشت گلستاں ہوئی اُنکی سواری آ رہی باد بہاری کھلی پھولوں کی کیاری کہیں کلیاں ہر طرف ظاہر کہیں غنچے ہوئے پیدا کہیں بوٹی کہیں سبزہ کہیں جوہی کہیں بیلا کہیں گیندا کہیں نسترن کہیں نرگس کہیں لالہ ہوئیں شاخوں پہ نمودار وہ خاصیں جو بہ رنگ سر تسلیم جھکیں تاکہ قدم لیں گل و ریحان خوبی کہ جیسے نوشاہاں ہے کہ مشک ہے وہ خورشید لقا رشک قمر غیرت گلہائے چمن سیم بدن غنچہ دہن دیکھیے اگر اسکی چمن گل ہو وہی شمع کی نظر ساری چمن جسکی مژہ تیر نگہ ہے یہ اُسی کے لیے سامان مہیا ہیں اسی کے لیے اسباب فراہم کہیں سبزہ کا ہے بستر کہ سوئے وہ گل تر کہیں میوہ کے گچھے ڈھیر کئے وہ کہیں ہیں کہیں نالی سے بھرے حوض کہ پی لے وہ کہیں پٹری کہ تمنا کہ قدم رکھے ہیں یہ یوں کہیں مہندی کی یہ خواہش کہ مجھے ہیں ہی ڈالے کہیں بھونروں کی یہ حسرت کہ چمن توڑ کے چمپئیں کہیں شاخوں کا یہ منشا کہ یہاں سایہ میں ٹھہرے کہیں پانی کا یہ مطلب کہ یہاں آ کے نہائے کہیں پھولوں کا یہ ارمان کہ ہم سایہ گلشن ہوں کہیں تری تو خسم کہ ملے جاتی ہے کو کو کہیں بلبل تھی تھکی کہ ادھر ہے جب گلگشت کرو۔

مصرعہ ثانی

ہوگیا عالم وحشت میں رواں میں کہ یہ دکھا کہ بری دھوم پڑی ہے مجھے معلوم ہوا جذبہ الفت کی یہ دولت کہ وہ آ نکلے مجھے جن سے تعلق ہے محبت ہے لگاوٹ ہے بس اسی وجہ سے میں رہ گیا اک طرف جا کے کہ دیکھوں بت عیار کو آنا کہ بس اتنے میں نمودار ہوا وہ گل رعنا جسے خسرو نے کیا ناز وہ جواں ہے میاں پستہ رواں آفت جاں جانی جہاں روز بیخ لعنت شب روز دہن لعل لب یوسف ہوئی ورز قسمے جیسے انار ہے گل ہے نزہت خاصے ہیں بہ مرا تھا دہن جلوہ مسیحی وہ زباں جو عیسی ونظر جس میں آہو سا ہے شبنم گلش زلف وہ نہ وہ زلف عشوہ گری گمزہ وہ پیچ نہ دیدہ بھر دو دو جہاں ہم قمر حسن ہے

شگفتش اگر دست رساندہ بگیرد نہ دریں راہ گز کس نرسانیدہ نظر ہم نخرید
دیدہ بہارش نہ چو بیعانہ انارش مرے نزدیک جو ایسا ہو تو سے کیا کہوں
کیسا ہے غرض آکے بعد باد وہ اترے گی بلبل یہ سنانے کہ کیا دن یہ
خدا نے جو لگے باغ تم آنے گل گلشن کو ہنسانے مرے سننے کو جزانے
مرے نزدیک نہیں آپ ہیں ذرا شک کہ پڑی جان چمن میں یہ چمن جسم ہے
اس جسم کے تم ہی مری جان جان ہو گویا

نقد النقد

"حلقۂ مسموم"

حضرت عنوان دیکھتے ہی ناک بھوں چڑھ جانے کی سند نہیں ہے ایک علمی افسانہ ہے۔ طبعیات کے مشہور افسانہ نگار "سر آرتھر کانن ڈوئل" نے "پائزن بلٹ" نام کی ایک کتاب لکھی تھی "حلقۂ مسموم" اسکا ترجمہ ہے مولوی محمد نصیر صاحب عثمانی ایم۔ اے۔ بی۔ ایس۔ سی معلم طبعیات جامعۂ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے واقعی بڑی کد و کاوش سے حق ترجمہ ادا فرمایا ہے پس یوں سمجھیے کہ اگر کوئی انگریزی داں چاہے تو بے تکلف انگریزی میں پڑھتا چلا جائے گویا انگریزی کا سایہ جاکٹ اونار ڈالا اور لنگا پھر یا کلیوں دار ازار یا ساری پہنا دی ہے۔ بندہ سائنس وائنس جاننے کا مدعی نہیں لہذا جو بھی اعتراضات اس کتاب پر ہو سکتے تھے اُن سے تعرض نہیں کرتا۔ یہاں غرض اُردو زبان سے ہے۔ اصل بحث اس زبان سے کی جائے گی جو اس ترجمہ میں استعمال کی گئی ہے۔

وجہ تسمیہ ہی پڑھنے والے کے ذہن میں مشکل سے آتی ہے تمام کتاب دیکھ جائیے تو شاید اتنی بات ذہن میں آ جائے کہ ہمارا یہ کرہ جس پر ہم بستے ہیں آوارہ گردی میں مبتلا ہے اور فضائے نامحدود میں کنکوے کی طرح مارا مارا پھرتا ہے۔ طبیبیں کو ہر چیز گول مول دکھائی دیتی ہے اس وجہ سے اس فضا میں بھی اُنھوں نے تدویرات فرض کیے ہیں کیا معنی کہ فضا میں ایتھر بھرا ہے۔ (ایتھر کا معرب "اثیر" ہے) زمین کا گیند اس ایتھر کو اپنی شکل پر پھاڑتا ہوا چلتا ہے ایتھر میں سمیت بھی ہے۔ مصنف فرض کرتا ہے کہ یہ گیند چکر کھاتا ہوا زہریلے ایتھر میں پھاند پڑا اور ایک زہریلے طبق یا منطقہ میں پھنس گیا۔ زمین کے گرد زہریلی تحریر یا لکیر کمر پٹی پٹکا ازار بند۔ دوال۔ منطقہ۔ پیٹی اور ڈوپٹہ کی صورت میں محیط ہو گئی۔ کوئی بیہوش ہو گیا کوئی دیوانہ ہو گیا چند ساعت یہی حالت رہی جب یہ دور ختم ہو گیا تو پھر دنیا اپنی اصلی حالت پر آ گئی۔ کتاب کی تقطیع چھوٹی ہے قطع واضح ہے حجم صرف (۱۳۲) صفحہ ہے مگر اس چھوٹی سی کتاب میں نئے نئے عجیب الترکیب خلاف محاورہ و خلاف فصاحت الفاظ کی ایک بم چھوٹی ہے یہ صحیح ہے کہ اس قسم کے خیالات کا اظہار اردو کے واسطے اجنبی ہے وضع اصطلاح میں ضرور دقتوں کا سامنا ہوا ہوگا مگر وضع اصطلاح سے قطع نظر کیجیے اور صرف زبان ہی پر غور فرمائیے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ولایت سے تازہ وارد شخص اپنے مفہوم کو اُردو میں ادا کرنا چاہتا ہے مثلاً نام ہی کو لیجیے "حلقۂ مسموم" سے وہ مفہوم ادا نہیں ہوتا جو "پائزن بلٹ" کا ہے۔ اگر ادا ہوتا ہے تو اس طرح جیسے ایک نو وارد انگریز نے اپنے منشی سے پوچھا تھا۔ "مول منشی وہ کون شعر ہے جس میں لکھا ہے ایک نام تھا ایک لوم تھا ایک میر تھا سب کو کالا بیل کھا جانا ہو گیا"؟

اور منشی نے جواب دیا تھا۔ حضور وہ شعر یوں ہے ؎

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے ان ہی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

مترجم صاحب مسموم اور سمی کے فرق سے ناآشنا ہیں یہ محل سمی کہنے کا ہے مسموم کہنے کا نہیں ہے۔ اُنھوں نے طے شدہ اصطلاحات کے استعمال سے بھی گریز کیا ہے جس کی وجہ سے عبارت اور بھی مسخ ہو گئی ہے اور جب تک انسان کا نفس اس طرح بے بس نہ ہو جائے جس طرح بغرض رفع حاجت بیت الخلا جانے پر مجبور ہوتا ہے اس کتاب کو پڑھ نہیں سکتا۔ آپ یقین کیجیے کہ بندہ ایک ماہ میں مطالعہ سے فراغت حاصل کر سکا واللہ جناب کا رہا نہ ہوتا اور آپ یہ نہ فرماتے کہ اُردو کی جان پر نرغہ ہے دفاع واجب ہے تو ہرگز میں کتاب نہ اٹھاتا اور اپنے نفس پر ظلم نہ کرتا۔ اب میں ترتیب کے ساتھ چند موٹی موٹی غلطیاں بیان کرتا ہوں۔

(۱) مادہ پرست غالباً حسی یا مادی سے مراد ہے۔ کوئی حکیم مادہ کی پرستش نہیں کرتا۔ مادہ کوئی ذی شعور نہیں۔ صاحب شعور و ارادہ نہیں۔ بھلا عقلمند اس کی پرستش کیا کرے گا۔ آج تک ہم نے مادیین کی دعاؤں کی کتاب نہیں دیکھی۔ اسی کے مقابلے میں روح پرست بھی نئی اصطلاح ہے۔ سیاق عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مادہ پرست سے مراد وہ اشخاص ہیں جو روح کو نتیجہ ترتیب عناصر سمجھتے تھے قائم بالذات اور بعد موت باقی رہنے کے قائل نہ تھے۔

(۲) صحافی غالباً یہ جرنلسٹ کا ترجمہ ہے فرماتے ہیں:۔

"یہ تھے حضرت ایک صحافی تھے" ہماری اصطلاح میں صحاف جلد بنانے والے کو کہتے ہیں یہ ممکن ہے کہ صحاف ترقی کر کے جریدہ نگار ہو جائے مگر الفاظ ایسی ہی ترکیبوں سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں یعنی صحافی جریدہ نگاری نہیں ہو سکتی۔ اصطلاح کا غلط نادانی کی دلیل ہے اگر ایسا ہوا تو مفہوم کے ساتھ نیا بحر کا داغ بھی دامن پر چھوٹے گا۔ مثلاً پیشہ ور قاتل کو جلاد کہتے ہیں آپ کسی جلد ساز کو جلاد کہہ کے پکار دیجیے تو شاید وہ دفعہ (۳۰۵) تعزیرات ہند کی خدمت میں اپنی التجا لیجائے۔

(۳) اندراس خطوط۔ شعاعی خطوط کے اندر جانے کی تعبیر لفظ اندراس سے کی گئی۔ حالانکہ یہ ایک تغیر ہے۔ شعاعیں پگھلے یا گرنے کے مادہ نہیں ہیں کہ ماند پڑ جائیں۔ ممکن ہے کہ مصنف کتاب کا یہی منشا ہو مگر ہماری زبان میں یہ مطلب لفظ اندراس سے ادا نہیں ہوتا بلکہ جو تغیر محسوس ہوتا ہے اسکا نام لینا چاہیے مثلاً مائیگی سیاہی سفیدی وغیرہ۔

معلوم ہوتا ہے حضرت مترجم کسی زمانہ میں اُس مدرسہ کی ہتھکڑیاں چکھے ہیں جس میں "پیمانہ" اینڈ کمپنی کے جہالت فروشوں نے تعلیم پائی تھی۔ کیا معنی کہ وہ بھی زبان اُردو کی باریکیوں سے ناواقف ہیں مگر جس چیز کو نہیں جانتے اُسی میں صاحب تصنیف بننا چاہتے ہیں اور حضرت مترجم کا بھی یہی حال ہے۔
(۴) جیسے جیسے میں لکھتا جاتا ہوں۔ غالباً جسقدر یا جتنا یا جیوں جیوں کی جگہ جیسے۔
(۵) کیسے ہو سکتا ہے۔ کیونکر ہو سکتا ہے کی جگہ۔
(۶) پلشت طوفاں۔ یہ طوفان کی کوئی نئی قسم ہے اگر ایسے صفات اس ہرصورت کے ساتھ ضم کیے گئے اور یہ ہوا یوں ہی چلتی رہی تو کچھ دنوں بعد مردار طوفان، دلدار طوفان مردوں کی زبان سے اور چنال طوفان موذی کا طوفان، نگوڑا طوفان عورتوں کی زبان سے سُننے کی توقع کرنی چاہیے۔ یہاں پلشت سے موذی اور شدید مراد ہے۔
(۷) لیجا ڈملے۔ مخفف ہے لیجا کے ڈال دے گا۔
(۸) انتظار خانہ۔ ویٹنگ روم کا ترجمہ ہے۔ ایسی عام لفظوں کے ترجمہ کی ضرورت نہیں۔ یہی الزام لا لکھنی چند پر بھی ہمیشہ سے وارد ہے وہ اردو کی فارسی بنایا کرتے تھے آپ انگریزی کی ویسی ہی مضحک اُردو کرتے ہیں۔ وہ چپکلی کو پوشیدہ غنچی ڈھونڈھ میں ویٹ غنچہ گوری کو تنہ سیاہ دار توتے سے ومرشہ کے ساگ کو برگ خنفہ چھچھوندر کو ششک بے ذوق کہتے ہیں آپ ویٹنگ روم کو انتظار خانہ کہتے ہیں۔
(۹) تار بچہ۔ یہ نیا مولود ہے اور نئی قسم کا مولود ہے اسکے زچہ خانہ کا حال تاریخ میں یوں لکھا ہے کہ خدا اس خطوط کو اتہمر کا پیٹ رہ گیا یعنی تار کے بکس ماتحت رشتہ میں نے یہ لوٹا پیدا کیا ٹیلیگراف آفس میں چھوٹی سٹھ سے کو ساون ہوا اور عجب نہیں کہ حضرت مترجم نے نال کاٹنے کی خدمت انجام دی ہو۔ ڈاک اور ٹیلیگراف آفس میں لڑکے جو نوجوان ہیں نمبر کے لفافے پہونچانے پر ملازم ہوتے ہیں۔ ان کو لطیفہ حضرت مترجم نے انکو تار بچہ کا لقب دیا اور زبانی کا پی کے نام سے اُٹھا۔

چاہیے اُردو کے گزرے یار ہے جو پوشیدہ غنچی والا ترجمہ ہے۔ (باقی آئندہ)

راقم

خاکسار ادیب

مولانا پنج کی نوٹ بک

نورِ چشم اسکول علیگڈھ

خدا رکھے صاحبزادے نے علیگڈھ میں ایک اسکول جاری کیا ہے جس کا پورا نام "مدرسہ احمدی نابینایان علیگڈھ" ہے۔ اس سے یقیناً صاحبزادہ کا نام دنیا میں روشن ہوگا۔ اب تک اندھی مخلوق آفتاب سے نور حاصل کرنے کا فائدہ اُٹھا سکتی تھی مگر صاحبزادہ صاحب آسمانی آفتاب سے بالکمنی اچھے رہے کہ کم از کم دعویٰ کر آپ کے نور دولت وعقل سے مستفید ہونے کا موقع مل گیا ہمیں اس مدرسہ کے نام سے اتفاق نہیں ہے کام سے پورا اتفاق ہے۔ ہمارے نزدیک اس مدرسہ کا نام آفتابی نورِ چشم اسکول یا مدرسہ انوار مناسب تھا۔ مدرسۂ احمدی نابینایان کی ترکیب جوڑی اور مناسبات شاعری سے اہل خالی ہے بےبصری کا حق نیابت تعلیم سے بڑھکر اور کوئی چیز ادا نہیں کر سکتی۔ آجتک بچاری بڑھیاں پڑھی لکھی لڑکیوں کو آنکھوں والی اور اپنی جہالت پر نظر کرکے اپنی ذات کو اندھی دُھندی کہتی ہیں۔ فی الحقیقت خدا نے اندھوں کو محسوسات سے محروم کیا تھا مگر ہوشیاروں نے انھیں معقولات سے بھی محروم کر دیا بھیک مانگنے اور قرآن شریف یاد کرنے کے سوا بیچاروں کے واسطے کوئی کام نہ پیدا کیا۔ علم نقوش کا نام نہیں ہے جس وقت کتابت کا فن ایجاد نہیں ہوا تھا اُس وقت بھی علم وفضل موجود تھے۔ بلکہ بعض یونانی حکما علم کو نقوش کے قید خانہ میں بند کرنے سے جلتے تھے اور شاگردوں کو لکھنے سے روکتے تھے یعنی انکے یہاں اس امر کا اتنا کام تھا جتنا ساعت کا

تھا۔ بہرحال خدا صاحبزادے صاحب کے چودہ طبق روشن رکھے اُنھوں نے بہت اچھا ارادہ کیا ہے۔ دھوپ نہیں تو چراغ ہی سہی۔

خزانے والی چڑیا

کہتے ہیں کہ ایک مفلوک الحال کہیں سفر کر رہا تھا اثنائے راہ میں ایک جگہ قیام کیا صبح ہوئی تو درخت سے آواز آئی:۔

"جو کوئی مجھے گرفتار کرے میں اُسے خزانہ بتا دوں" بزرگ خاندان کا اشارہ پاتے ہی ایک لڑکا بانس کی لگی کاٹ لایا دوسرا لڑکا لاسا لایا تیسرے نے پھندا بنایا۔ چڑیا کو کانوں کان خبر نہوئی سارا گرفتاری نہیں ہوگیا۔ بڑے میاں اُٹھے چڑیا پھنسی خزانہ لا گئے تھے چیتھڑے لگا کر گھر پہنچے تو امیر کبیر تھے۔ پڑوسیوں نے حال پوچھا تو اُنھوں نے کچھ چھپایا نہیں سارا قصہ کہہ سنایا۔ انکی دیکھا دیکھی ایک پڑوسی کو بھی شوق چرایا۔ بیٹے بالوں کو ساتھ لے یہ بھی اُسی راہ چلے اور وہیں ٹھہرے حسب معمول چڑیا آئی اور وہی صدا سنائی عقلمندی دیکھیے کہ سب حال سن چکے تھے پھر بھی سیڑھی سنّی ساتھ نہ رکھی ایک لڑکے سے کہا اُٹھ کے بانس لا۔ وہ نیند میں غرق تھا کاٹ رو ڈالا:۔

اُٹھ صبح ہوئی۔ بانس لاؤ۔ لگی لاؤ۔ بڑے میاں سٹھیا گئے ہیں۔ خواہ مخواہ گھر سے اتنی دور لائے رات بھر کے تھکے ماندے سوئے ہیں تب بھی ناک میں دم کیے جاتے ہیں کہ اُٹھو بانس لاؤ چڑیا حرامزادی جھوٹ بولتی ہے۔ دوسرے صاحب بھیڑ بنانے کی کوشش ہوئی تو وہ بھی بڑبڑانے لگے ... بڑھاپے میں آدمی سٹھیا جاتا ہے خدا کا نام نہ رسول کا ذکر ... اس کے بعد بڑے میاں خود ہی سب چیزیں ڈھونڈ لائے ... چڑیا نے قہقہہ مارا اور بولی میاں ہزار لکھ لو تم میں اتنا نہیں اور بیٹے بھی ہیں خزانہ لینے چلے ہیں



یہ شیر کاغذ کا کس نے مارا

ہندو سوراجی: "ہم نے مارا۔ اور اس ہتھوڑے سے مارا۔"
مسلمان سوراجی: "ہم نے مارا"
خوشامدی: "اجی ہم نے مارا۔ اور ہماری دعاؤں نے مارا۔"
حکومت: "نہ انھوں نے مارا نہ تم نے مارا۔ ہم نے مارا ہم نے مارا اور خود غرضی کے ہتھوڑے سے مارا"

ہوشیار تھا اور تم جو بیوقوف تمہارے لڑکے تمہارے
قابو میں نہیں۔ میں سب حال سن چکی اب بھلا کیوں
پھنسوں گی"۔

سرعلی امام کو حضور نظام نے برار کی چڑیا پھنسانے
کے لیے بلایا تھا ایک مدت تک اندرونی ریشہ دوانی
اشارہ اشارہ ہوتی رہی مگر اخبار والوں کو خدا سمجھے
انکے پیٹ میں درد ہوا اور ہائے وائے کرنے لگے
"خزانہ کھائے جاتے ہیں حساب نہیں دیتے
بچوے رئیس کا سارا گھر انھوں نے موس لیا۔ اور
خالی خولی باتیں بنا کے موس لیا۔ اچھا کوئی کام
کیا ہو تو بتائیں۔ ابھی جب تک وطن میں تھے
انکے پاس تھا ہی کیا۔ اب بھیجے بھولتے ہیں۔
دیکھیے اس بہانہ بازی کا خاتمہ کب
ہوتا ہے"۔

غرض ایسا عاجز کیا کہ آخر حکومت
نظام کو از خود یا سرعلی امام کی ایما
پر تمام وجوہ و دلائل کا بھانڈا پھوڑنا
پڑا۔ اسی مچھ جانچ بانک پکار شور
غوغا کا نتیجہ ہوا کہ چڑیا ہوگئی ہوشیار
اب تک بیرے دم کے پیچھے گھومتے ہیں
چڑیا کبھی اس ڈال پیا پھنک جاتی
ہے کبھی اُس ٹہنی پر دم ہلاتی ہے۔
دیدہ دانستہ مذہبی بخار اتنا ابھارے جا رہے
ہیں مقصد سے دوری ہوتی جاتی ہے ان پر صبر
کا خدا اخبار والوں کا تو کچھ بگڑا نہیں۔ حیدرآبادی
سازشیوں کی تعداد خریداروں کی فہرست میں

زیادہ ہوگئی مگر خوارساں کام کرنے والے کے لیے
بڑھ گئیں جو کام خاموشی سے کرنے کے قابل ہوتے
ہیں اُن میں اُلٹا چھانے سے نقصان ہوتا ہے۔
جادو اُن لوگوں سے مانگا جاتا ہے جو اس سے
فائدہ اُٹھاتے اور فائدہ حاصل کرنا جانتے ہیں
ہتھیلی پر سرسوں جمانا بازیگروں کا کام ہے۔
شعبدہ بازی سے اگر مطلب براری ہوجاتی تو
ساری دُنیا پرنٹ حکومت کرتے لنگری روپیہ
بن جاتی تو نوٹوں کے بنک لین دین کرتے ہوتے
خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا ہوگیا۔ دلائل اور منطق
کی قوت سے مقابلہ جاری رکھنا چاہیے جنکی مضبوطی
کی ادنی دلیل یہ ہے کہ اب تک کوئی جواب نہیں دیا گیا۔



تہذیب کا نمونہ
فرانس کی پارلیمنٹ اور ریلیف کا مسئلہ

نکل گیا ہاتھی رہ گئی دُم

گذشتہ ستمبر مسٹر باولا انجہانی کے مقدمہ کی
دُم پر یہی کہنا چاہیے کہ ابھی تک ریاست اندور
کی جان سانسے میں ہے۔ آج کیا بیچاری ممتاز
جان درخواست کرتی ہیں۔ کہ حضور ابھی جی
نہیں بھرا تین چار لاشیں پاشی پھانسی ہل گئی گر سے
دیکھی جو بہت زور سے طوطے کی طرح چیخنی ہے)
پھنسے تو کیا ہوا کہیں اوس جانے پیاس بجھتی
ہے خداوند قطرۂ نیسان انصاف کی چاہتی ہیں
مظلوم سیپی منہ کھولے دعائیں دے رہی ہے
کوئی بدھن پھانسیے تو سیری ہو۔
کبھی پارلیمنٹ میں سوال ہوتے ہیں اور
سوال کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ پولیس تحقیقات

اندور میں کھوج لگانے جاتے ہیں۔ کھوج کس بات کا؟
یہی کہ مجرموں کے پاس اتنا مال کہاں سے آیا جو بے
دریغ مقدمہ کی پیروکاری میں صرف کرتے رہے۔
مجرموں کی تلاش تو خیر ایک بات ہے لیکن حکومت کا حق ہے
مگر یہ تلاش دل میں کھٹکتی ہے کچھ دنوں بعد شاید
اس بات کی پوچھ گچھ بھی ہو کہ مجرموں کی برائت
کے واسطے دعا کس کس عزیز نے مانگی تھی۔ کون
کون شخص پھانسی یا حبس دوام کا حکم سن کے بسورا تھا۔
روتے میں ناک کس کی بہی تھی۔ اسکا ورزن کیا تھا۔
اجی گنہگار ہو یا نہ ہو مگر ہر شخص اپنے بچاؤ کی اور اپنے
دوستوں عزیزوں یا نوکروں کے بچاؤ کی فکر کرتا ہے
یہ کوشش کب نہیں ہوئی۔ دوست اور عزیز تو
درکنار مجرم کا وکیل بھی جب کوئی
چارہ کار نہیں دیکھتا تو "رحم" کی
درخواست کرتا ہے۔ ہم فرض کرتے
ہیں کہ ریاست ہی نے اپنی رعایا
کے مقدمہ میں روپیہ صرف کیا تو کیا
گناہ کیا۔

خداوند یہ تو بتائیے جنرل ڈائر کے
وحشیانہ قتل عام کی تحقیقات میں
کتنا روپیہ صرف ہوا اور کس نے
صرف کیا؟ مسٹر باولا قتل ضرور
ہوئے انہیں کسی کو شبہ نہیں ہم خود قسم کھا کے کہتے
ہیں مگر یہ امر کہ قتل ہی مقصود بالذات تھا مشتبہ ہے
وہاں تو ممتاز کو اڑا لے جانے کی فکر تھی چھین جھپٹ
میں باولا کی لال سی جان گئی۔ اور بی ممتاز کی
ناک پر زری ساجر کا بھی لگ گیا۔
دیکھیے یہ چھان بین کیا رنگ لاتی ہے۔

اس زمانہ میں دو تین حماقتیں حکومت ہند سے
سرزد ہوئیں جن کا اثر ہندوستانی ریاستوں پر
بُرا ہوا۔ اور منہ پھٹ زبان دراز لوگوں کو کہنے کا
موقع مل گیا کہ ڈانڈ میں خاک اڑانے کا جانا
ہے۔ سب تو سب خدا جانے کا غذ اخبار والے۔ ریاست
حیدرآباد کے بارے میں کیوں بُری فال زبان
سے نکال رہے ہیں وہ تو ایک منظم اور کفایت شعار

ریاست ہے سوائے برابر مانگنے کے کوئی قصور نہیں کیا آج تک جان مال ملک تصدق کرتی رہی کچھ لے نہیں لیا۔

آلۂ باطل کی قطع و برید

ایک دانشور والے سے کسی نے پوچھا کہ حق و باطل کے درمیان کتنا فاصلہ ہے تو انھوں نے اپنے ہاتھ کی چاروں انگلیاں کنپٹی پر رکھ لیں یعنی چار انگل کا فاصلہ آنکھ اور کان میں ہے جو کچھ دیکھا وہ حق جو سُنا اُسکا اعتبار نہیں۔

فاضل معاصر اخبار عام لاہور مورخہ ۲ رجون ۱۹۲۵ء

اس خبر کا ذمہ دار ہے ہم اس خبر سے کانوں پر ہاتھ رکھتے اور سُنتے بھر کے گنہگار ہیں، کہ نصیر گر یونین بورڈ کے وائس پریزیڈنٹ مسٹر حق میاں صاحب کے گوش حق نیوش میں اُسوقت جبکہ وہ دفتر کے کاموں سے فراغت کر کے آرہے تھے پس پشت سے چند شیاطین نے کتر لیے۔ اب میاں صاحب بن حق ہی حق رہ گیا ہے۔

خدا کرے یہ سماعت خراش خبر باطل ہو اور ہم کہہ سکیں ؎

ہم نے دیکھا بہت پڑا مجھے کانوں سُنتے ہے۔

گر بہ مسکیں اگر پر داشتے
تخم گنجشک از جہاں بر داشتے

سچ ہے واللہ سچ ہے۔ پر نکلنے کا نتیجہ دیکھیے اب مرکان ہوا کہ فضا میں بھی شکاریوں کے ہاتھوں چین نہیں۔ دن دہاڑے لمبا لیے لو مینڈ کچھے پھرتے ہیں بالفضل رات کے وقت سر چھوٹ سے چڑیوں کو چونچ دبا لیتے ہیں پھر فرو کر دیتے ہیں۔ یہ گویا جان لوٹنے کی روش کھلی ہے اور روز بروز نصیر گر صاحب کے حلقہ مسموم ہوتے جا رہا ہے۔ ایک خطرہ میں اندر اس کو دخل نہیں ہے۔

ان ہونی بات کی تحریک

سٹر شنکر دیال ایم ال سی پرتاب گڑھ نے سکریٹری کونسل کو استرداد صوبہ اودھ کے متعلق ایک تحریک پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حکومت ہند نے ۱۸۵۶ء میں واجد علی شاہ سے اودھ کا صوبہ حاصل کیا تھا اب واپس ہاتھ سے شاہ مرحوم کی اولاد کو واپس کر دے۔

اس تحریک کے ساتھ ممبر صاحب نے ایک تحریر بھی بھیجی ہے کہ میجر سلیمن نے شاہی طرز حکومت پر جو اعتراضات کیے تھے وہ بجائے خود انگریزی حکومت میں بھی قائم ہیں۔ انگریزی حکومت نے واجد علی شاہ کو دو دن کی مہلت دی تھی کہ سنبھل جائیں مگر خود ستر سال میں بھی نہ سنبھلی وہی اندھا دھند وہی لوٹ مار وہی خانہ جنگی وہی خونریزی اب بھی باقی ہے۔ بھلا کوئی پوچھے کہ جب حضرت جانِ عالم کی روح نے بذریعہ اودھ پنچ لاٹ صاحب کو بنفس نفیس چند سال ادھر مسلسل خطوط بھیجے اور دعوے کیا کہ میرے عہد میں جو کچھ ہوا تھا اس سے چار چند زیادہ آج اندھیر نگری چوپٹ راج ہے تو اُن کو وائسرائے نے کیا جواب دیا جو شنکر دیال صاحب کو دے گی۔ ابھی رات گئی بات گئی۔ اندھیر کھاتے کی لفظ کے معنے ڈکشنری میں بدل گئے۔ پہلے یہ معنی تھے کہ جو کچھ واجد علی شاہ کی حکومت میں ہو وہ ظلم ہے اب یہ معنے ہیں جو کچھ واجد علی شاہ کے ہاتھوں سے سرزد ہوتا تھا اگر انگریزی حاکموں کے ہاتھ سے سرزد ہو تو ہرگز ظلم نہیں ہے۔ واجد علی شاہ خراب نہیں پیتے تھے جوا نہیں کھیلتے تھے ہاں جوانی میں ناچنے کا شوق تھا اور یہ خاص ظلم مگر گورنر صاحب اپنی پیرانہ سالی کو دوا ناچ ناچتے ہیں تاش کھیلتے ہیں شراب پیتے ہیں یہ ہرگز ظلم نہیں ہے۔ علیٰ ہذا القیاس واجد علی شاہ کے ماتحت رشوت خوار تھے یہ اندھیر تھا مگر انگریزی حکومت کے مقرر کیے ہوئے عمال دھڑلے سے رشوتیں کھاتے ہیں یہی انصاف ہے آدمی کچہری گئی اور کسیہ تہ بہ تہ جستی کی بجائے ڈھیر گئی یہ سب مقتضائے عدل ہے۔ شاہی میں خونریزیاں ہوتی تھیں ڈاکہ پڑتے تھے واجد علی شاہ کی بھی تھی لیکن کتارپور میں جو واقعہ ہوا وہ تنخواہ بیمن انتظام بنگال میں بہت دار ہو سو ڈاکے پڑ چکے اور ابھی تک اُن کا سلسلہ جاری ہے یہ حُسن انتظام کی بین دلیل ہے۔

ہمارے نزدیک مسٹر شنکر دیال کو ایک ریزولیشن بایں الفاظ کونسل میں پیش کرنا چاہیے کہ کونسل یہ کمیشن کی رو سے تحقیقات کرے مسٹر زم بیان ہوا اور جس طرح نواب نے ملک اودھ کے گلی کوچوں میں پھر کے بدعملیوں کی جانچ کی تھی اور شاہی رعب کو خاک میں ملا دیا تھا ٹھیک اسی طرح انگریزوں کے مقرر کیے ہوئے حاکموں کی بداعمالیوں کی جانچ کرے۔ اور ڈکشنری کی اصلاح کرے۔

اگر ایسی تحریک پیش ہو۔ تو دو مسلم بھی تائید کرنے کے واسطے موجود ہیں۔ ورنہ یہ تو معلوم ہے کہ غریب واجد علی شاہ کا سپرد کیا ہوا ملک اب اُنکی اولاد کو واپس نہیں مل سکتا۔ ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے مگر رشتہ دار بھی ہے اور بیکار بھی ہے اُن کی اولاد اور اُنکے خاندان کے بیشتر افراد بھیک مانگتے پھرتے ہیں اُنکی تعلیم پر توجہ ہے نہ اُن کا کوئی اعزاز ہے۔ وثیقہ اور پنشن میں صرف تو فیری تو زندگی باقی ہے سو سٹری سی صاحبی اسپر بیچ تراج گا

اندازہ

ملک شام کے ایک محل کو مکان کے واسطے دروازے کی ضرورت تھی بڑھئی سے فرمائش کی کہ اندازہ چاہو ذناب وشامی صاحب گھر واپس آئے دروازے کی ناپ اسطرح لی کہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کے چوڑائی کی پیمائش کی اور اپنے قد سے لمبائی کی۔ آپ جانتے ہیں اگر ہاتھ نیچے ہو جاتے یا قد کہیں سے کم ہو جاتا تو اندازہ بگڑ جاتا نہیں لہٰذا ہاتھ پھیلائے کھڑے رہے قد سے بڑھئی کی دکان تک جانا لازم تھا راہ میں آواز دیتے چلا شوربچ اندازہ بس ہے کسی دل لگی باز نے ایک دھکا دیا تو اندازہ اور دروازہ چاروں خانے چت۔ اب اندازہ اُٹھے تو کیونکر اُٹھے اندر میں پہ بھی سے اندازہ بگڑ تھا اندازہ مہری کے اُٹھانے گئے ہم بھی سپاہیوں سے فرانسیسی جنگی دوبارہ کی دیا ایک کو نہیں بجلی تھے سے بھی اندازہ آ گئے ہے مگر رفیقیوں کے ایک مستی تقول ہو رہیں کے شیخن

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو — کھانسی، ہیضہ، درد پیٹ، درد سر، دست، سنگرہنی، نظر، زکام وغیرہ کے امراض کے لیے خوش ذائقہ دوا ہے صرف پانی میں چند قطرے ڈال کر پینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں۔ قیمت ۸ آنہ، ہر جگہ بکتی ہے۔

دورو گنج کیسری — چمٹی ہوئی دور کرنا جن کے بڑھے کمزور دودھ والی دوائی قیمت ۴ آنہ

بال سدھا — بالوں کی گرہ کو دور کر کے جڑ کو مضبوط کرتا اور چمکیلا بنانے والی عجیب دوا قیمت ۱۲ آنہ ڈاک خرچ علیحدہ لگے گا۔

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب
سول ایجنٹ امر چند اینڈ کو لکھنؤ

دیوان چرکین

ظرافت کے جوش و سامعہ کا اپنا نادر دیوان چرکین مجلد قیمتی ۱ کروڑ اور لکھنؤ کا مشہور ریختی گو شاعر میر یار علی کا دیوان جان صاحب اور دیوان ریختی عرف رنگیلی بیگم قیمتی ۱۲ اور مجلد قیمتی ۱ کر دیوان ایضاً حیات جان صاحب مجلد قیمتی ۲ آنہ جس کا چھپنا پچاس ساٹھ سال سے بند تھا اب چھپ گیا ہے اخبار اودھ پنچ کا حوالہ دے کر جلد منگا لیجیے ورنہ پھر ختم ہو جانے پر ہاتھ ملنا کفِ افسوس ملنا پڑے گا۔

پتہ
عظمت بک ڈپو لکھنؤ

آپ کی خواہش ضرور پوری ہو گی

اگر آپ خواہش رکھتے ہیں کہ ہم تمام امراض سے محفوظ رہیں ہمارا جسم مضبوط اور چہرہ روشن ہو ہماری قوت حافظہ تیز ہو دماغ تندرست رہے ہمارے اعضا سے جسمانی اور قوائے روحانی ہمیشہ کے لیے تندرست رہیں اور عمر دراز ہو کر ہماری اولاد بھی مضبوط و تندرست ہو تو خوش رہیے اور تمام امراض سے نجات پانے کے لیے عالم خطاب پانے والی اتنگ گرہ گولیوں کا استعمال کریں۔ گولیاں جریان احتلام، رقت منی، کمزوری وغیرہ کو تھوڑے عرصہ میں دور کر دیتی ہیں قیمت فی ڈبیہ ۸ آنہ، ۴ ڈبیہ ۱ روپیہ محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ
وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار
لکھنؤ کا ایجنٹ امر چند اینڈ کو

مایوس نہوں

اگرچہ ہزاروں مشتہر دنیا کو بیوقوف بنا رہے ہیں مگر ہم آپ کو موقع دیتے ہیں کہ طلا عجیب جو ضعف ہو یوم کے لیے قیمتی ۴ علاوہ محصول کے طلب فرمائیں۔ اگر اس مختصر عرصہ میں یہ حیرت انگیز دوا بلا اعضاء خاص کو قوت اور دراز کر کے ملی بکھی لاغری سستی کو نامی نیز جلق کے منحوس اثرات کو دور کر کے دوبارہ شباب کا لطف پیدا کر دے تو بقیہ ۱۲ یوم کے لیے طلا صرف ۸ آنہ علاوہ محصول ڈاک میں طلب فرمائیں۔ ۲۰ یوم تک جماع سے قطعی پرہیز کریں خواہ عمل دوا مجبور بھی کرے پوری شیشی کے ہمراہ حب مقوی باہ دافع مرض بالکل مفت روانہ ہو گا۔ قیمت پوری شیشی برائے ۲۰ یوم کا ۲ محصول ڈاک بہر حالت بذمہ خریدار ہو گا۔ پوری شیشی طلا کے خریدار سے بصورت عدم فائدہ پوری قیمت اور دس سال کے اندر عود مرض ہو جانے پر دوبارہ مفت بھیجنے کا حلفیہ وعدہ۔

جوب ستی

ایک گولی کھا کر گھنٹوں صحبت کا لطف اٹھائیے۔
لطف یہ ہے کہ اگر آپ لاکھ بھی کیوں نہ ہوں کسی طرح کا نکاح بھی ہو گا جسم پھر تیلا اور نہایت قوی رہے گا جب تک زبان پر رکھیں گے ہرگز ..... ختم ہو بعد جماع ایک گولی کھائیں تو تمام گرم دستی اور تکان رفع ہو کر طبیعت بشاش ہو جائے گی اور پھر دوبارہ جماع کرنے کی قوت پیدا کرے گی جتنی مرتبہ شرکت کریں گے ہر مرتبہ پہلی ہی سی قوت پائیں گے ہمیشہ یہ حضرات ہمیشہ استعمال کرتے ہیں جن کی بدولت ساٹھ سالہ بڈھا جوانی کا دم بھرنے لگتا ہے امساک کی اس سے بڑھ کر بے ضرر گولیاں ملنی غیر ممکن ہیں قیمت ایک درجن ۲ (دو روپیہ)

سفوف شباب

لطف ہے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

یہ سفوف بھی عجیب سفوف ہے کہ جس کو استعمال کر کے جماع کرنے سے معشوقہ عمر بھر کے لیے اپنی مطیع ہو جاتی ہے لطف کی زیادتی کی وجہ سے بیہوشی تک نوبت آئے گی عضو پر مالش کرتے ہی امساک اور قوت کی بھرمار ہو گی زن اور شوہر کے تعلقات کو حقیقی معنوں میں عشق کے درجہ تک پہونچائے گی سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہو گی کہ پھر اس عورت کو دوسرا صحبت ذکر کرنے کا نہ وہ کسی کے ساتھ آمادہ ہو گی۔ اگر اب تک اسکا استعمال نہیں فرمایا تو گویا آپ نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا قیمت ایک شیشی ۱ روپیہ دو شیشی ۲ تین شیشی ۳ محصول ڈاک ذمہ خریدار۔

المشتہر
منیجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

فائدہ نہو قیمت واپس

طلاء امساک — ایک ہی رات میں نامرد کو مرد بنانیوالا زبردست امساک طلا ایک گھنٹہ بعد اس غضب کی قوت پیدا ہوتی ہے کہ جیسی ہونی ہے ضبط مشکل ہو جاتا ہے نہیں بلکہ تھکن ہو جاتا ہے جب کہ یہ سستی کم رہتی ہے اور عضو میں صحیح سختی ہو جاتی ہے دوران صحبت قوت اور بڑھتی ہے حظ بڑھتی جاتی ہے قیمت صرف دو روپیہ فی شیشی علاوہ محصول۔

روغن ملذذ — یہ روغن بے حد لذت دینے والا ہے صرف ایک مرتبہ استعمال کر کے جماع کرنے سے معشوقہ عمر بھر کے لیے مطیع ہو جاتی ہے اور لطف کی زیادتی کی وجہ سے صرف ایک دوسرے پر عاشق اور فریفتہ ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی صرف دو روپیہ علاوہ محصول۔

جوب امساک — ایک گولی کھا کر گھنٹوں صحبت لطف اٹھائیے۔ لطف یہ ہو گا اگر آپ کمزور بھی ہو نگے تو کسی طرح کا نکاح بھی ہو گا جسم پھر تیلا اور نہایت قوی رہیگا جب تک ترشی نہ کھائیں ہرگز ..... ہو گا۔ قیمت فی درجن دو روپیہ علاوہ محصول۔ حوالہ اخبار ضروری دیجیے۔

نوٹ — کوئی دوا حسب تحریر ثابت نہو تو حلفیہ تحریر آنے پر پوری قیمت کی شرط ہے۔

جین اشفا میڈیکل ہال لکھنؤ

ہر بیماری کا علاج خود کرلو

انصاحب اس دور میں قلم کی تجربات سے حتمی مفید ہے بطور سائنس کر لیجیے وہ بیماری خود اور دوسروں کی ہر ایک بیماری کا علاج نہایت ہی عمدگی کے ساتھ کرنے کے قابل بنا لیجیے اور اگر وہ چاہیں تو اس کے ذریعہ سے دوا و علاج میں سینکڑوں روپیہ کی نفع لیجیے جس میں ہر مرض کے دو دو لاجواب نسخے مندرج ہیں جو گھر پر تیار ہو سکتے ہیں اور ہر نسخہ کی فائدہ دکھائے ہیں قیمت فی کتاب مجلد ایک روپیہ علاوہ محصول جلد کتاب دیکھنا ہو تو خرید لیجیے ایک کارڈ پر مفت۔

مفت لو جو صاحب دل خریدیں اور دو خواہ لوگوں کا نام مع پورے پتے کے لکھ بھیجیں گے انکو چراغ صحت ماہی رسالہ مفت بھیجا جائے گا۔

المشتہر منیجر دفتر چراغ حکمت علیگڈہ شہر (یوپی)

فریگرنٹ توتھ پوڈر

دانت کی صفائی اور صحت منظور ہے تو خوشبودار منجن اس علی حیدر اینڈ سنز کا بنایا ہوا استعمال کرو تین ڈبیہ کی قیمت ۱۰ اور چھ ڈبیہ کی قیمت ۱ ایک درجن ڈبیہ کی قیمت ۲ علاوہ محصول ڈاک

المشتہر
علی حیدر اینڈ سنز امروہہ مراد آباد